تھیسس(Thesis)کی ترتیب وتدوین کے رہنما اصول

ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

تحقیقی عمل میں ریسرچ اسکالر کو چھ باتوں سے واسطہ پڑتا ہے-(۱) موضوع کا انتخاب (۲) تحقیقی خاکہ (Synopsis) (۳) مآخذات کی تلاش (۴) موضوع سے متعلق مواد کا انتخاب (۵) تنقید و تجزیہ (۶) مقالہ نگاری میں یہاں صرف آخری پہلو مقالہ نگاری سے بحث کروں گا اس لئے کہ طلبہ کو زیادہ ضرورت اسی کی ہے-

تھیسس کا ٹائٹل صفحہ (TITLE PAGE)

بات کا آغاز میں تھیسس کے ٹائٹل سے کروں گا کہ وہ کیسا ہونا چاہیئے اس حوالہ سے میرے استاذ ڈاکٹر احمد شلبی کی رائے یہ ہے کہ اس پر تھیسس کا عنوان ہونا چاہیئے پھر ریسرچ اسکالر کا نام اس کے بعد یہ وضاحت ہونی چاہیئے کہ یہ کس ڈگری ایم اے رایم فل یا پی ایچ ڈی کے لئے لکھا گیا ہے اس کے بعد ڈپارٹمنٹ پھر ادارہ یا یونیورسٹی کا نام ہونا چاہیئے آخر میں تھیسس جمع کرانے کا سال درج ہونا چاہیئے (۱) لیکن میرا خیال ہے اس پر چند چیزوں کا مزید اضافہ ہونا چاہیئے مثلاً تھیسس کے عنوان کے اوپر یا اس سے نیچے ادارہ یا یونیورسٹی کا مونوگرام ہونا چاہیئے-ریسرچ اسکالر کے نام کے بعد سپروائزر کا نام ہونا چاہیئے (خواہ ایک ہوں یا دو)

یونیورسٹی کے نام کے ساتھ اس صوبہ اور ملک کا نام بھی ہونا چاہیئے اور یہ معلومات تھیسس کے (بائیں سائڈ) انگریزی میں اور دائیں سائڈ اس زبان میں ہوں جس میں تھیسس لکھا گیا ہے تاکہ پہلی نگاہ میں جملہ بنیادی معلوات سے حاصل کرلے-

ٹائٹل صفحہ کے بعد والا صفحہ خالی چھوڑ کر اندر دوبارہ یہی ٹائٹل دے سکتے ہیں (۳) اس کے بعد تھیسس کی فہرست مضامین لگائی جائے پھر مقدمہ کو رکھیں کبھی ایسا کیا جاتا ہے کہ مقدمہ سے پہلے ایک صفحہ پر انتساب یا اظہار تشکر لگادیا جاتا ہے لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ مقدمہ میں ان امور کو شامل کرلیا جائے-

فہرست مضامین

فہرست مضامین میں یہ ملحوظ رہے کہ فہرست اہم عنوانات کی جمع ہونی چاہیئے زیادہ تفصیلی جزئیات کا احاطہ کرنے والی نہ بنائی جائے اسکے بعد مقالہ میں جداول، نقشے شامل کئے گئے ہوں انکی فہرست دی جائے (۴)

☆ استاذ قائد ملت گورنمنٹ کالج کراچی

فہرست مضامین میں باب یا فصل کے بالمقابل جملہ صفحات کی تعداد دی جائے-

مثلاً پہلا باب : اکابر علماء دیوبند کی قرآنی خدمات ۲۵-۹۵

اس کے بعد صرف متعلقہ صفحہ کا نمبر دیں جب دوسرا باب آئے تو پھر یہی ترتیب دہرائیں-

مقدمہ

عنوانات پر تھیسس کا مقدمہ سخن گفتنی یا" پیش لفظ" کے عنوان کے ساتھ لکھا جاتا ہے (۵) اس مقدمہ میں چند باتوں کا احاطہ کیا جاتا ہے پہلی یہ کہ موضوع کی اہمیت اور غرض وغایت یعنی ریسرچ اسکالر اس موضوع پر کیوں کام کرنا چاہتا ہے اس کام کے کیا فوائد واہداف ہیں دوسرے یہ کہ جو کام اس موضوع پر پہلے ہو چکا ہے اس کا تعارف اور اپنے کام سے تقابلی مطالعہ اگر کسی مخطوطہ کو ایڈٹ کرنے کا کام ہے تو دیگر مخطوطات جہاں جہاں ہیں ان سب کا تعارف اور جو مخطوطہ پیش نظر ہے اسکی خصوصیات بیان کی جائیں گی تیسرے یہ کہ تھیسس کا خلاصہ (Abstract) ابواب کی ترتیب کے لحاظ سے بیان کیا جائے گا جو کہ دو صفحات سے زیادہ نہ پھیلے چوتھے یہ ملحوظ رہے کہ مقدمہ کی زبان وبیان دونوں معیاری ہوں [۶] -پانچویں یہ کہ مقدمہ کے آخر میں اساتذہ، معاونین، لائبریرین کا اگر کم ہوں تو نام بنام زیادہ ہوں تو بغیر نام لئے بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے ارشاد نبوی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ چھٹے یہ کہ بعض مقالہ نگار اپنے تھیسس میں مختلف علامات واشارات بھی استعمال کرتے ہیں جو کہ مختلف مخطوطات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اپنے طور سے متعین کر لیتے ہیں انھیں چاہیئے اظہار تشکر سے پہلے ان اشارات مخففات کی وضاحت بھی کر دیں-[۷]

مقالہ کی خصوصیات

مقالہ کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے ہو اس میں دس (۱۰) خصوصیات کو لازماً ملحوظ رکھنا چاہیئے-

پہلی خصوصیات :

یہ ہونی چاہیئے کہ پورا مقالہ مربوط ہو یعنی عنوان کا ابواب کے ساتھ ابواب کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ اور باب کا ماتحت فصول ومباحث کے ساتھ ربط ہونا چاہیئے ربط کے ساتھ ارتقائی اسلوب اختیار کرنا چاہیئے [۸] ڈاکٹر احمد شلبی کی رائے ہے کہ ہر باب کے آخر میں اس باب کا مختصر خلاصہ بھی بیان کرنا چاہیئے [۹] باب کا عنوان ایسا ہونا چاہیئے جو ماتحت فصول کی نمائندگی کا حق ادا کرتا ہو-

دوسری خصوصیات :

یہ ہونی چاہیئے کہ صنائع، بدائع، پر تکلف عبارات اور مقفیٰ و مسجع عبارات سے پاک ہو یعنی بالقصد اس

پہلو کو غالب نہیں کرنا چاہئے بلکہ محقق اور ریسرچ اسکالر کو اپنی جودت طبع، مضمون پر گرفت کے ذریعہ تحریر میں لطف و چاشنی پیدا کرنی چاہئے اس لیے کہ تحقیقی مقالہ میں مواد کی تلاش و تحقیق اور اس سے ممکنہ نتائج کا اخذ و اکتساب مقصود ہوتا ہے [۱۰] جس زبان میں تھیسس لکھا جارہا ہو اس زبان کے قواعد املاء و لغت کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے ورنہ یہ تھیسس کا نقص شمار ہوگا [۱۱] اسی طرح زبان و بیان مروجہ وعہد حاضر کی ہو قدیم زبان یا تکے بے تکے انگریزی عربی کے جملوں کی بھرتی سے پرہیز کرنا چاہئے البتہ جہاں مخصوص اصطلاحات (Technicalterms) کی ضرورت ہوں انھیں استعمال کیا جاسکتا ہے [۱۲]

تیسری خصوصیت

تھیسس میں مختصر جملہ و پیراگراف بڑے جملہ سے بہتر ہے [۱۳] ہمارے ہاں رواج ہے مقالہ میں لمبے لمبے پیراگراف بلکہ صفحات کے صفحات شامل کرلئے جاتے ہیں اصولاً یہ غلط ہے اور تھیسس کے معیار کے لیے عیب ہے -

چوتھی خصوصیت

یہ ہے کہ مقالہ کا آغاز براہ راست موضوع سے کیا جائے ، طویل تمہید، غیر متعلقہ مواد سے پرہیز کیا جائے کامیاب محقق اور معیاری مقالہ وہی ہے جس کا حجم کم ہو مقدار کے مقابلہ میں معیار کو پیش نظر رکھا جائے-

پانچویں خصوصیت

یہ ہے کہ اپنے موقف کے نکات کو بیان کرتے ہوئے دلیل سے کام لیا گیا ہو یہ دلیل قرآن و سنت کے علاوہ کسی بھی موضوع کے ماہر نقاد کی بھی ہوسکتی ہے لیکن کوئی ایسی بات جو لوگوں کے درمیان مسلمہ ہو اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے جیسے سورج کا مشرق سے نکلنا مغرب میں غروب ہونا اس کے لئے کسی دلیل و حوالہ کی ضرورت نہیں-

چھٹی خصوصیت

یہ ہے کہ مقالہ میں حقائق کو غیر جانبدارانہ اور بے لاگ انداز میں پیش کیا گیا ہو - اس لئے کہ تحقیق میں تاثر سے زیادہ ٹھوس حقائق کی اہمیت ہوتی ہے کسی رائے کی تردید کرتے ہوئے اسکالر کو تند و تلخ اور طنزیہ لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہئے بعض حضرات نے متنازعہ شخصیات پر لکھتے ہوئے ان کے مخالفین کے لئے گھٹیا اور غیر معیاری زبان استعمال کی ہے جو خود ان کی اخلاقی پستی، پست جبلتی اور کم علمی کا نمونہ ہے بلکہ یہ تھیسس اس قابل ہیں کہ ان پر متعلقہ یونیورسٹیز خود ایکشن لیتے ہوئے انھیں بند کردیں -

اس لئے کہ علمی دنیا میں معیاری ومدلل تنقید لائق تحسین ہے اسکی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے مگر تحقیق کی آڑ میں تخریب وتحقیر کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

ساتویں خصوصیت

یہ ہے کہ محقق حقائق وواقعات کے اخذ واکتساب میں حوالہ نقل کرتے ہوئے مخل سے کام نہ لے (۱۴) حوالہ دراصل اعتراف ہے اور صحت کی تصدیق کا ذریعہ بھی معروف ہندوستانی محقق ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں خیال رکھئے۔ حواشی متن پر غالب نہ ہونے پائیں --- تشریحی نوٹس کم سے کم ہوں اور زیادہ سے زیادہ مختصر ہوں۔ (۱۵)

حواشی وحوالہ جات

اس موقع پر میں حواشی کے حوالہ سے تفصیلی وضاحت کرنا چاہوں گا اس لئے کہ طلبہ کو زیادہ مشکل اسی میں پیش آتی ہے حاشیہ عربی زبان کا لفظ ہے لسان العرب کے مطابق اس کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ کل شئ، اجانبہ وطرفہ (۱۶) یعنی متن کے اطراف وجوانب میں جو کچھ ہو وہ حاشیہ کہلائے گا۔ ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں نوٹ دو قسم کے ہوتے ہیں پہلی قسم ماخذ کی اطلاع دینے والے انھیں حوالہ کہا جاتا ہے دوسری قسم ماخذ پر تبصرہ کرنے والے اور معلومات میں اضافہ کرنے والے انھیں حاشیہ کہتے ہیں (۱۷) حقیقت یہ ہے کہ حاشیہ ایک کثیر الجہت لفظ ہے انگریزی میں اس کے لئے Border , Margin اور Foot Notes استعمال ہوتے ہیں حاشیہ میں مزید ماخذ یا متن کی عبارت کی وضاحت یا مذکورہ شخص کا تعارف یا قاری کو اسی پہلو پر مزید تفصیل کے لئے اسی کتاب کے کسی اور حصہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے رہنمائی کی جاتی ہے (۱۹)

حوالہ کی ایک آسان صورت یہ ہے کہ مصنف کا نام کتاب پر جس طرح لکھا ہو بعینہ اسی طرح لکھ کر بقیہ تفصیل مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق لکھیں اس لیے کہ طلبہ کے لئے دو حرفی اور سہ حرفی نام کی شناخت یا کنیت وتخلص کی شناخت پریشانی کا سبب بنتی ہے اور کوئی واضح اصول اس کا حل پیش کرنے سے قاصر ہے بلکہ بعض ناموں کے ساتھ تین تین نسبتیں ہوتی ہیں مثلا مولانا ظفر احمد عثمانی، تھانوی، دیوبندی طالب علم حیران ہوتا ہے کون سی نسبت سرنیم میں رکھے اس حوالہ سے شہرت بھی کوئی واضح اصول فراہم نہیں کرتی ہے البتہ انگریزی ناموں میں یہ مشکل کم پیش آتی ہے وہاں سرنیم کا لحاظ رکھا جائے تو بہتر ہے۔

آٹھویں خصوصیت :

یہ ہونی چاہیئے کہ مقالہ جس زبان میں بھی لکھا گیا ہو اس میں رموز واوقاف کا صحیح استعمال کیا گیا ہو مثلا

جہاں بات مکمل ہو رہی ہو وہاں فل اسٹاپ چھوٹی لکیر لگادی جائے مثلاڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ،ڈی -
جملہ معترضہ کو قوسین یعنی بریکٹ کے درمیان لکھا جاتا ہے (۲۰) سوالیہ جملہ کے آخر میں سوالیہ نشان ؟بنایا جاتا ہے کسی لفظ کو نمایاں کرنے کے لیے اس کے اردگرد ڈبل کامالگایا جاتا ہے مثلا اللہ نے کن کہااور دنیاپیدا ہو گئی اگر اقتباس نقل کرتے ہوئے درمیان سے پیراگراف حذف کیا گیا ہو تو تین یازیادہ نقطوں(---) کے ذریعہ اسکی وضاحت ہونی چاہیے بعض حضرات کسی پیراگراف یاکتاب کے نام کوہائی لائٹ کرنے کے لئے اس کے نیچے یااوپر لائن کھینچ دیتے ہیں اسکی کثرت عبارت کا حسن خراب کرتی ہے اس سے بچنا چاہیے -(۲۲)

نویں خصوصیت

یہ ہونی چاہیے مقالہ میں صرف جمع وترتیب کاکام نہیں بلکہ اس میں کثرت سے نتائج اخذ کئے گئے ہوں مقالہ نگاری فی الحقیقت ایک نوع کا تحقیقی و تنقیدی کام ہونے کے ساتھ تخلیقی کام ہے[۲۳] جس طرح آرٹ پر آرٹسٹ کارنگ غالب ہوتا ہے اسی طرح تھیس پر ریسرچ اسکالر کارنگ غالب ہونا چاہیے -مقالہ کے اختتام پر خلاصہ اور نتیجہ بحث کے عنوان سے اختتامیہ لکھا جاتا ہے جوزیادہ سے زیادہ دس صفحات پر ہو اس کے ذریعہ تحقیقی عمل کے نتائج کا تعین کیا جاتا ہے اسی کے ذریعہ ممتحن مقالے کو جانچتا ہے اس کے ذریعہ یہ جانا جاتا ہے کہ اس تحقیقی عمل نے کیا ایجاد کیا یہ دراصل مقدمہ میں ذکر کردہ موضوع کے اغراض ومقاصد کاجواب بھی ہوتا ہے طالب علم کو اس میں ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں جن کا تجزیہ مقالہ میں نہ کیا گیا ہو -(۲۴)

دسویں خصوصیت

(BIBLIOGRAPHY) اشاریہ ہے -کتابیات کوماخذیا مصدر بھی کہتے ہیں یہ اختتامیہ کے بعد اشاریہ سے پہلے لگائی جاتی ہے یہ دوقسم کی ہوتی ہے ایک وہ کتابیں جن کا تھیس میں حوالہ دیا گیا ہو (Work cited) دوسری وہ کتابیں جن سے ریسرچ اسکالر نے استفادہ کیا ہو لیکن حواشی یا متن میں کہیں اس کا حوالہ نہ ہو اس دسری قسم کی کتابیات بنانے کی خاص ضرورت نہیں(Worksconsulted)(۲۵) کتابیات کی ترتیب میں وہی اصول پیش نظر رکھیں جو حوالہ اور حواشی کے سلسلہ میں لکھا چکا ہوں یعنی اگر حواشی میں حوالہ مصنف کے سرنیم کی بنیاد پر دیا گیا ہے تو کتابیات میں بھی مصنف کے سرنیم کی بنیاد پر ابجدی ترتیب Bibliography ترتیب دیا جائے-

حواشی وحوالہ جات

1) شلبی ، دکتور احمد - کیف تکتب بحثا او رسالتہ قاھرۃ مصر مکتبۃ النھضۃ المصریۃ ۱۹۷۴ء ص / ۱۳۳-

2) لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ جس یونیورسٹی میں جو طریقہ رائج ہو وہ اختیار کر لیا جائے اور مقالہ کا عنوان اگر ایک لائن میں آئے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ پہلی لائن بڑی دوسری اس سے چھوٹی تیسری اس سے چھوٹی رکھیں - عنوان ہمیشہ جامع و مختصر ہو اور ایسا عنوان رکھا جائے جو موضوع کی وضاحت کے ساتھ حدبندی بھی کرتا ہو اور کام کے طریقہ کار کی وضاحت کے لئے تقابلی مطالعہ تنقیدی مطالعہ تجزیاتی مطالعہ اور تاریخی مطالعہ کے جملہ کا اضافہ کر دینا چاہیئے مزید تفصیل کے لیے دیکھئے پروفیسر عبدالستار دہلوی مقالہ کے پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش - ورڈ ویژن پبلشر زبلیو ایریا اسلام آباد ۱۹۹۵ء ص / ۲۴۴-۲۴۵ ج ا

3) عمار الدکتور مناھج البحث العلمی واسس واسالیب - الزرقاء الارون مکتبۃ المنار ۱۹۸۹ء ص / ۱۷۳

4) ایضاً ص / ۱۷۴ اس کے علاوہ ایک صورت سے یہ بھی ہوتی ہے کہ فہرست مضامین کے علاوہ کوئی فہرست نہیں دی جاتی دیگر فہارس اشاریہ کی صورت میں آخر میں منسلک کر دی جاتی ہیں -

5) سروھی ، محمد اسلم معیاری تحقیقی مقالے کی خصوصیات قومی زبان (ماھنامہ) کراچی دسمبر ۱۹۹۸ء ص / ۶۷

6) عمار، الدکتور، مناھج البحث العلمی واسس واسالیب ص / ۱۷۵

7) دلوی، پروفیسر عبدالستار - مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق ص / ۲۴۷ - ج / ۱

8) دلوی، پروفیسر عبدالستار مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق ص / ۲۵۳ ج / ۱

9) کیف تکتب بحثا او رسالتہ ص / ۸۷

10) سروھی، محمد اسلم معیاری تحقیقی مقالے کی خصوصیات قومی زبان کراچی دسمبر ۱۹۹۸ء ص / ۶۷

11) شلبی ، دکتور احمد - کیف تکتب بحثا او رسالتہ ص / ۸۲-

12) ایضا / ۸۴

13) گیان چند، ڈاکٹر - تحقیق کا فن اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۴ء ص / ۳۰۰

14) سروھی محمد اسلم معیاری تحقیقی مقالہ کی خصوصیات قومی زبان دسمبر ۱۹۹۸ء ص ۶۶

(۱۵ گیان چند، ڈاکٹر- تحقیق کا فن ص ر ۳۰۴

(۱۶ محمد طفیل، ڈاکٹر-حاشیہ نگاری مشمولہ اردو میں فنی تدوین ص ر ۲۰۳

(۱۷ تحقیق کا فن ص ر ۳۰۴

(۱۸ شاہدہ یوسف تحقیقی عمل میں حواشی و تعلیقات کا مقام قومی زبان ستمبر ۱۹۹۴ء ص ر ۲۳

(۱۹ محمد طفیل-ڈاکٹر-حاشیہ نگاری مشمولہ اردو میں فنی تدوین ص ر ۷-۳-۳۰۹

(۲۰ گیان چند، ڈاکٹر تحقیق کا فن اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ۲۷۳

(۲۱ ایضاص ر ۲۷۵

(۲۲ ایضاص ر ۲۷۹

(۲۳ سروھی، محمد اسلم معیاری تحقیقی مقالے کی خصوصیات ص ر ٦٦

(۲۴ دلوی، پروفیسر عبدالستار : مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ۲۵۴ -۲۵۵ ج ر ۱

(۲۵ گیان چند، ڈاکٹر تحقیق کا فن ص ر ۳۱۸-۳۱۹